دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۱/۱۵۰۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على رسوله الكريم، وعلى آله وأصحابه أجمعين، وعلى كلّ من تبعهم بإحسان إلى يوم الدّين

أمابعد

جولوگ رکوع یا سجدے پر قادر نہ ہوں، ان کے نماز کے طریقے کے بارے میں دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء سے مختلف سوالات کے جواب میں بہت سے فتاویٰ جاری ہوتے رہے ہیں۔ ان فتاویٰ کا ایک انتخاب ایک رسالے کی صورت میں بھی شائع ہوا ہے۔ ان میں سے بعض فتاویٰ پر بندے کی تصدیق بھی ہے۔ لیکن بعد میں کچھ سوالات کے جواب میں اس مسئلے کی مزید تحقیق کی نوبت آئی، تو سابقہ فتاویٰ کے بعض امور کی وضاحت اور بعض امور سے رجوع ضروری معلوم ہوا۔ اس لئے ذیل کی تحریر لکھی جارہی ہے۔

جو شخص قیام پر قادر ہو، سجدے پر نہیں، اُس کیلئے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

(۱)...... جو شخص زمین پر سر ٹکا کر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس کے بارے میں حضرات فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کا مشہور مسلک یہ ہے کہ اس سے قیام اور رکوع کی رکنیت ساقط ہو جاتی ہے، لہذا اس کے لئے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر قیام کی حالت میں اشارہ سے نماز پڑھنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ قیام کی حالت میں اشارے سے نماز پڑھنے کے مقابلے میں زمین پر بیٹھ کر اشارے سے پڑھنا سجدے کی ہیئت سے قریب ہونے کی وجہ سے افضل ہے، جیسا کہ ہدایہ میں فرمایا گیا ہے کہ "والأفضل هو الإيماء قاعداً لأنّه اشبه بالسّجود۔" (ہدایہ مع فتح القدیر ج ا ص ۴۶۰) چنانچہ سابقہ فتاویٰ میں اسی موقف کو اختیار کرتے ہوئے علی الاطلاق یہ کہا گیا ہے کہ ایسے شخص سے قیام ساقط ہو جاتا ہے۔

اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ حنفیہ کا یہ مسئلہ کہ سجدے سے معذور ہونے کی صورت میں قیام بھی ساقط ہو جاتا ہے، اگر چہ خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، چنانچہ قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الزیادات میں ہے کہ:

"قال محمّد رحمه الله : رجل بحلقه جراح لايقدر على السّجود ويقدر على غيرها من الأفعال، فإنّه يُصلّى قاعداً بإيماء" (شرح الزيادات ج ١ ص ٢٣٥ و ٢٣٦)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تو بظاہر اتنا مسئلہ ہی منقول ہے، لیکن اسکی یہ وجہ بھی قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الزیادات ہی میں بیان فرمائی گئی ہے کہ قیام سجدے کا وسیلہ ہے، اور جب سجدہ عذر کی وجہ سے ساقط ہو گیا تو قیام بھی ساقط

عــا

ہوگیا۔ چونکہ شرح الزیادات میں درج کا طریقہ اختیار فرمایا گیا ہے، اس لئے یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ مسئلے کی یہ تعلیل بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، یا نہیں، البتہ ظاہر یہ ہے کہ تعلیل قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہے، کیونکہ جیسا کہ آگے آ رہا ہے، امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو قاضی خان رحمہ اللہ تعالیٰ سے زماناً و رتبۃً متقدم ہیں، اسکی دوسری وجہ بیان فرمائی ہے۔

قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے جو وجہ بیان فرمائی ہے، حنفیہ کی بیشتر کتابوں میں اُسی کو اختیار کیا گیا ہے، لیکن علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ قیام ایک مستقل رکن ہے، اور ایک رکن کے ساقط ہونے سے دوسرے رکن کا ساقط ہونا لازم نہیں آتا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

’’هذا مبنيّ على صحّة المقدّمة القائلة ركنيّة القيام ليس إلّا للتوسل إلى السّجود، وقد أثبتها بقوله ’لمافيها من زيادة التّعظيم‘ أى السّجدة على وجه الانحطاط من القيام فيها نهاية التّعظيم‘ وهو المطلوب‘ فكان طلب القيام لتحقيقه‘ فإذا سقط‘ سقط ما وجب له۔ وقد يُمنع أنّ شرعيّته لهذا على وجه الحصر‘ بل له ولما فيه نفسه من التّعظيم‘ كما يُشاهد فى الشّاهد من اعتباره كذلك‘ حتّى يُحبّه أهل التّجبّر لذلك۔ فإذا فات أحد التّعظيمين‘ صار مطلوباً بما فيه نفسه۔ ويدلّ على نفى هذه الدّعوى أنّ من قدر على القعود والرّكوع والسّجود‘ لاالقيام‘ وجب عليه القعود‘ مع أنّه ليس فى السّجود عقيبه تلك النّهاية‘ لعدم مسبوقيّته بالقيام۔(فتح القديرمع الكفاية ج ۱ ص ٤٦٠)

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعتراض کو نہایت قوی قرار دیکر فرمایا ہے کہ:

”قلت: وهذا إيراد قويّ لايدان لدفعه۔“ (إعلاء السّنن ج ۷ ص ۲۰۱)

پھر حضرتؒ نے قیام کے مستقل رکن ہونے کے قوی دلائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

”إنّ ركنيّة القيام قد ثبتت بالنّصّ‘ وهو قوله تعالى: ’وقوموا للّه قانتين‘ وقوله صلّى الله عليه وسلّم لعمران: صلّ قائماً‘ فإن لم تستطع فقاعداً‘ وبالإجماع‘ فلا يسقط وجوبه عن القادر عليه بالقياس الّذى ذكرتموه‘ فإنّ القياس أضعف الدّلائل لايجوز معارضة القطعىّ له۔“

حضرتؒ کی اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: ’’وتوكل على العزيز الرّحيم الّذى يراك حين تقوم وتقلّبك فى السّاجدين‘‘ (سورة الشعراء:۲۱۷ تا ۲۱۹) والذين يبيتون لربهم سجداو قياما(سورة الفرقان:٦٤) جس میں ’’قیام‘‘ کو سجود سے الگ کر کے مستقل سبب مدح قرار دیا گیا ہے۔ نیز متعدد مقامات پر ’’قیام‘‘ کا لفظ بول کر پوری نماز مراد لی گئی ہے، جیسا کہ سورۂ مزمل میں کئی آیات اس پر شاہد ہیں جو

دار الافتاء

قیام کی مستقل اور مقصود حیثیت پر دلالت کرتی ہیں۔ لہذا علامہ ابن الہمام اور حضرت مولانا عثمانی قدس سرہما کی یہ بات بہت وزن رکھتی ہے کہ قیام صرف سجود کا وسیلہ ہی نہیں ہے، بلکہ ایک مستقل اور مقصود بالذات رکن ہے، اور سجود پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں اسکے ساقط ہونے کی یہ وجہ کمزور ہے کہ وہ سجود کے تابع تھا، اس لئے سجدے کے ساقط ہونے سے وہ بھی ساقط ہوگیا۔

شاید اسی بنا پر علامہ سراج الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے شخص کیلئے قیام کو واجب قرار دیا ہے جو ائمہ ثلاثہ اور امام زفرؒ کا بھی مسلک ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"یفترض علیه أن یقوم للقرائة، فإذا جاء أوان الرکوع والسجود أومأ قاعدا۔" (النهر الفائق ج ۱ ص ۳۳۷) اگرچہ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو تمام دوسرے فقہاء حنفیہ کے مخالف قرار دیکر اُسے انکے سہو پر محمول کیا ہے، (رد المحتار ج ۴ ص ۵۳۵ فقرہ ۶۳۰۳) لیکن صاحب نہر کا یہ قول علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیر کسی اعتراض کے نقل فرمایا ہے۔ (طحطاوی علی المراقی ج ۲ ص ۲۱) اور خود علامہ شامیؒ نے قہستانی، زاہدیؒ اور ولوالجیہ سے نقل کیا ہے کہ ایسا شخص رکوع کیلئے کھڑے ہوکر اشارہ کرے، اور سجدے کیلئے بیٹھکر، اور محیط برہانی میں شیخ الاسلام خواہر زادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے (المحیط البرہانی ج ۳ ص ۲۷) جسکا حاصل بھی یہ ہے کہ اس سے قیام ساقط نہیں ہوتا۔ نیز علامہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بشر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی (غالباً بشر بن المعلیٰ مراد ہیں جو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں) یہی قول نقل فرمایا ہے کہ:

"إنما سقط عنه بالمرض ما کان عاجزاً عن إتیانه، فأمّا فیما هو قادر علیه لایسقط عنه۔" (المبسوط للسّرخسیّ ج ۱ ص ۲۱۳)

چنانچہ حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب نہر کے قول کے بارے میں فرمایا ہے: "والأحوط عندی ما ذکره فی النهر من وجوب القیام علیه للقراءة ---وهذا، وإن تفرّد صاحب النهر بذکره، ولم یوافقه علیه أحد من ناقلی المذهب، ولکنّه قویّ من حیث الدّلیل، فإنّ ظاهر حدیث عمران مؤیّد له کما لا یخفی۔ واللّٰه تعالی أعلم۔ (إعلاء السّنن ج ۷ ص ۲۰۳)

لیکن ایسے شخص سے قیام کے ساقط ہونے کی ایک اور وجہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے، جو یہ ہے:

"إنّ الغالب أنّ من عجز عن الرّکوع والسّجود کان عن القیام أعجز، لأنّ الانتقال من القعود إلی القیام أشقّ من الانتقال من القیام إلی الرّکوع، والغالب ملحق بالمتیقن فی الأحکام، فصار کأنّه عجز عن الأمرین، إلا أنه متی صلی قائماً جاز، لأنّه تکلّف فعلاً لیس علیه ---فأمّا الحدیث، فنحن نقول بموجبه أنّ العجز شرط، لکنّه موجود ههنا نظراً إلی الغالب لما ذکرنا أنّ الغالب هو العجز فی هذه

الحالة، والقدرة فی غاية النّدرة، والنّادر ملحق بالعدم۔"(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۰۷)

صاحب بدائع نے اس مسئلے کی یہ دلیل سب سے پہلے بیان فرمائی ہے، اور سجدے کے تابع ہونے والی بات اسکے بعد ایک مزید وجہ کے طور پر بیان کی ہے، اور حضرت علامہ ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی توجیہ کو راجح قرار دیا ہے۔ اور اسکے راجح ہونے کی ایک قوی وجہ یہ ہے کہ امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو بیان کرکے اسی وجہ پر اقتصار کیا ہے، اور یہ وجہ بیان نہیں فرمائی کہ قیام وسیلۂ سجدہ ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لأنّ من سقط عنه الركوع عاجز عن القيام، وما سوى ذلك نادر۔" (التجريد للقدوری ج ۲ ص ۶۲۹)

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

اس تفصیل سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں:

(۱) یہ کہ جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہو، اور سجدہ نہ کرسکتا ہو، اُسے قرائت کھڑے ہوکر ہی کرنی چاہئے، اور اگر رکوع پر بھی قادر ہے تو رکوع بھی باقاعدہ کرنا چاہئے، البتہ سجدے کے وقت زمین پر بیٹھ جائے، اور اشارے سے سجدہ کرے۔ اُسکے بعد اگر دوسری رکعت کیلئے اُٹھنے پر قادر ہو تو دوسری رکعت کیلئے بھی اٹھ جائے، اور اگر اس میں سخت مشقت ہو تو باقی نماز بیٹھکر اشارے سے ادا کرلے۔ یہ صورت اس لئے راجح ہے کہ اس صورت میں تمام ائمہ اور فقہاء کے نزدیک اُسکی نماز باتفاق ہو جائیگی۔ اسکے برعکس اگر وہ کھڑے ہونے پر قادر ہونے کے باوجود بیٹھکر نماز ادا کرے تو امام شافعیؒ، امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اور متعدد فقہاء حنفیہ کے نزدیک اُسکی نماز نہیں ہوگی۔ (فقہاء حنفیہ کے حوالے تو پیچھے گذر چکے ہیں۔ ائمہ ثلاثہ کے مسلک کیلئے دیکھئے کتاب الام ج ۲ ص ۵۳، المغنی لابن قدامہ ج ۱ ص ۸۱۷ اور المدونۃ الکبری ج ۱ ص ۱۷۱) اس لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ نماز باتفاق درست ہو جائے۔

(۲) اگر مسئلے کی وجہ وہ ہو جو امام قدوریؒ اور علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے، اور جسے حضرت عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے راجح وجہ قرار دیا ہے کہ جو شخص سجدے پر قادر نہ ہو وہ قیام پر بدرجہ اولیٰ قادر نہیں ہوتا، تو پھر یہ وجہ زمین پر بیٹھکر نماز پڑھنے کی صورت میں تو بیشک صادق آتی ہے، کیونکہ جیسا کہ صاحب بدائع نے فرمایا، جس شخص کیلئے رکوع اور سجود ممکن نہیں ہے، اُسکے لئے بیٹھکر کھڑا ہونا اور زیادہ مشکل ہوگا۔ لیکن اول تو بعض صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں جن میں قیام پر کسی خاص مشقت کے بغیر قدرت ہو۔ ایسی صورت میں بھی قیام کو ترک نہ کرنا چاہئے، چاہے صرف پہلی رکعت قیام کے ساتھ اور بعد کی رکعتیں بیٹھ کر پڑھنی پڑیں۔

دوسرے کرسی پر نماز پڑھنے کی صورت میں یہ وجہ عموماً صادق نہیں آتی، کیونکہ اس میں کوئی مشکل نہیں ہے کہ قیام باقاعدہ کرنے کے بعد معذور شخص کرسی پر بیٹھکر رکوع اور سجدے کا اشارہ کرے، پھر جب دوسری رکعت کا وقت آئے تو کرسی سے کھڑا ہو جائے، کیونکہ کرسی سے کھڑا ہونا قادر علی القیام کیلئے زمین سے کھڑا ہونے کے مقابلے میں یقیناً

آسان ہے۔لہٰذا جب تک ایسا کرنا اُسکی استطاعت میں ہو، قیام کو ترک نہیں کرنا چاہئے۔البتہ اگر کسی نے حنفیہ کے مشہور قول پر عمل کرتے ہوئے قیام ترک کر دیا، چاہے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کی ہو، یا کرسی پر بیٹھ کر، اُسکی نماز کو فاسد نہیں کہیں گے، اس لئے کہ حنفیہ کی ظاہر الروایۃ اُسکے مطابق ہے، اور اُس نے اُس قول پر عمل کیا ہے جو اُس کیلئے دلیل شرعی ہے۔

کرسی پر نماز پڑھنے کا حکم

اشارہ سے نماز پڑھنے کے لئے کرسی پر بیٹھنا اگرچہ بعض حالات میں جائز ہے، لیکن افضل نہیں ہے۔اس لئے بلاضرورت اور بلاعذرِ معتبر کرسی استعمال نہیں کرنی چاہئے، بلکہ آجکل کھڑے ہوکر یا زمین پر بیٹھکر نماز پڑھنے پر قدرت ہونے کے باوجود کرسیوں پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا جو رواج چل پڑا ہے، اس میں درج ذیل وجوہات کی بناء پر قباحت ہے:

﴿۱﴾......معذور افراد کے لئے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا افضل اور مسنون طریقہ ہے۔اسی پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اور بعد کے لوگوں کا عمل چلا آ رہا ہے، کرسی پر نماز ادا کرنے کا رواج ہمارے زمانے ہی میں شروع ہوا ہے، خیر القرون میں اس کی نظیر نہیں ملتی، حالانکہ اُس زمانے میں معذور افراد بھی ہوتے تھے، اور کرسیاں بھی ہوتی تھیں۔

﴿۲﴾......جو لوگ شرعی لحاظ سے معذور نہیں ہیں، یعنی قیام، رکوع اور سجدہ پر قادر ہیں، ان کیلئے زمین پر یا کرسی پر بیٹھ کر فرض وواجب نماز ادا کرنا جائز ہی نہیں، جبکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض اوقات ایسے غیر معذور افراد بھی کرسیاں دیکھ کر ان پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

﴿۳﴾......کرسیوں کے بلاعذر استعمال سے صفوں کو درست اور سیدھا رکھنے میں بہت خلل واقع ہوتا ہے، حالانکہ صفوں کو ملانے اور سیدھا کرنے کی بہت تاکید آئی ہے، ایک حدیث شریف میں ہے:

دار الافتاء
جامعہ دار العلوم کراچی

راصوا صفوفکم وقاربوا بینھا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی لاری الشیطان یدخل من خلل الصف کانھا الخذف (سنن النسائی ج ۳ ص ۱۱ ۳ حدیث نمبر ۸۰٦)

(ترجمہ) اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور ان کو آپس میں قریب رکھو اور اپنی گردنیں برابر رکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں شیطان کو بکری کے کالے بچے کی طرح صفوں کی کشادگی میں گھستے دیکھتا ہوں۔ (از مظاہر حق ج ۱ ص ۷۲۳)

﴿۴﴾......مساجد میں بلاضرورت کرسیوں کی کثرت سے عیسائیوں کے گرجا اور یہودیوں کی عبادت گاہ سے مشابہت معلوم ہوتی ہے، جہاں کرسیوں اور بنچوں پر بیٹھ کر عیسائی لوگ عبادت کرتے ہیں اور دینی امور میں یہود و نصاریٰ وغیرہ کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

﴿۵﴾......نماز تواضع اور انکساری کی عبادت ہے، اور کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے مقابلے میں زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں یہ انکساری بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

﴿۶﴾......بعض جوان اور تندرست نمازی حضرات نماز کے بعد ان کرسیوں پر آرام کرتے ہیں، اور بعض مرتبہ ایسے نمازی کرسیوں کو ایک دائرے کی شکل دے کر اس پر بیٹھ کر باتوں میں مشغول رہتے ہیں، جو مسجد کے تقدس اور اس کی شان اور ادب کے خلاف ہے۔

﴿۷﴾......مساجد میں بلا عذر کرسیوں کا استعمال بعض صورتوں میں قرآن کریم اور بزرگ نمازیوں کے ادب واحترام کے خلاف ہو جاتا ہے۔

اس لئے اشارہ سے نماز پڑھنے کیلئے بھی حتی الامکان کرسیوں کے استعمال سے بچنا چاہئے اور ان کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے، اور انکا استعمال صرف اُن حضرات کی حد تک محدود کرنا چاہئے جو زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے پر قادر نہ ہوں۔ البتہ رکوع سجدے سے معذور افراد کیلئے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا اس لئے جائز ہے کہ جب کوئی شخص رکوع سجدے پر قادر نہ ہو تو اُس کیلئے اگرچہ افضل یہی ہے کہ وہ زمین پر بیٹھ کر اشارے سے نماز ادا کرے جیسا کہ حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے، لیکن فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ ایسا شخص اگر کھڑے کھڑے رکوع اور سجدے کا اشارہ کرلے تو جائز ہوگا۔ چنانچہ درمختار میں ہے کہ:"لو أومأ قائماً جاز، إلا أن الإيماء قاعدا أفضل ؛ لأنه أقرب إلى السجود" (فتح القدیر ج ۱ ص ٤٦٠)

لہذا جب اشارے سے نماز پڑھنے والے کے لئے زمین ہی پر بیٹھ کر پڑھنا متعین اور ضروری نہ ہوا، بلکہ کھڑے ہو کر اشارے سے بھی پڑھنا جائز ہے، تو کرسی پر بیٹھ کر بھی اشارے سے پڑھنا جائز ہے، البتہ کرسی کے مقابلے میں زمین پر بیٹھنا افضل ہے کیونکہ زمین پر بیٹھنے والا اقرب الی الارض یعنی زمین کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

کیا بیٹھکر نماز کی صورت میں سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنا ضروری ہے؟

جامعہ دارالعلوم کراچی کے بعض فتاویٰ میں اس سوال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ "سامنے تختہ یا میز وغیرہ پر سجدہ کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ بھی باقاعدہ سجدہ ہی ہے"۔ ان فتاویٰ کی بنیاد درحقیقت علامہ شامی رحمہ اللہ کی یہ عبارت ہے:

"بل يظهر لي انه لو كان قادرا على وضع شيء على الارض مما يصحّ السجود عليه أنه يلزمه ذلك لأنه قادر على الركوع والسجود حقيقة. ولا يصح الايماء بهما مع القدرة عليهما، بل شرطه تعذرهما كما هو موضوع المسئلة"......

لیکن بعد میں بعض اہل علم کے توجہ دلانے اور علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بحث پر غور کرنے سے چند امور سامنے آئے:

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

(۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ مذکورہ عبارت درحقیقت زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے متعلق ہے، کرسی کی نشست سے متعلق نہیں ہے۔ کرسی کے سامنے تختہ وغیرہ پر سجدہ کے وجوب کیلئے سابقہ فتاویٰ میں مذکورہ عبارت پر قیاس کیا گیا ہے، جبکہ کرسی کی نشست کے لئے مذکورہ عبارت پر قیاس کرنا اس لئے درست معلوم نہیں ہوتا کہ زمین پر بیٹھنے کی صورت میں گھٹنے زمین پر ٹکے ہوتے ہیں، اسی لئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے ''سجدۂ حقیقیہ'' قرار دیکر واجب کہا ہے۔ لیکن کرسی پر بیٹھنے کی صورت میں سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنے کو دو وجہ سے ''سجدۂ حقیقیہ'' نہیں کہا جا سکتا۔ ایک وجہ یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھے ہوئے گھٹنے زمین پر نہیں ہو سکتے، اور گھٹنوں کا زمین پر ٹکنا راجح قول کے مطابق سجدے کیلئے واجب ہے، جیسا کہ حدیث میں جن سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا ذکر ہے، ان میں گھٹنے بھی داخل ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"واختار فی الفتح الوجوب، لأنّه مقتضى الحديث مع المواظبة۔ قال فی البحر: وهو إن شاء الله تعالى أعدل الأقوال لموافقته الأصول۔" (ردالمحتار ج ۳ ص ۲۴۵ فقرہ ۴۰۵۷) وقال فی موضع آخر:" وقدمنا الخلاف فی أنّه سنّة أو فرض أو واجب، وأنّ الأخير أعدل الأقوال۔" (ج۳ ص ۳۲۱ فقرہ ۴۲۵۹)

اسکے علاوہ کرسی کے سامنے جو تختہ یا میز وغیرہ رکھی ہو، وہ اگر چہ مصلی کے بیٹھنے کی جگہ سے زیادہ بلند نہ ہو، لیکن زمین سے کافی بلند ہوتی ہے، اور کسی نص میں اس طرح شے مرتفع پر سجدہ کرنے کا حکم مذکور نہیں، بلکہ دابہ پر بیٹھنے کی صورت میں جب نماز نیچے اتر کر متعذر ہو جائے تو فرض نماز میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ اشارے سے نماز پڑھی جائے، وہاں کوئی چیز سامنے رکھکر اُس پر سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ بدائع میں ہے:

"وكذلك الصحيح إذا كان على الراحلة وهو خارج المصر وبه عذر مانع من النزول عن الدابة من خوف العدوّ أو السّبع أو كان فی طين أو ردغة يُصلّى الفرض على الدّابّة قاعداً بالإيماء من غير ركوع وسجود، لأنّ عند اعتراض هذه الأعذار عجز عن تحصيل هذه الأركان من القيام والركوع والسّجود، فصار كما لو عجز بسبب المرض، ويومئ إيماء۔" (بدائع الصنائع ج۱ ص۱۰۸)

لہٰذا کرسی پر بیٹھکر سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنے کو ''سجدۂ حقیقیہ'' کہنا درست نہیں۔ اور جب وہ ''سجدۂ حقیقیہ'' نہ ہوا تو جس بنا پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے زمین پر بیٹھ کر سامنے کی چیز پر سجدہ کرنے کو واجب کہا تھا، وہ بنا باقی نہ رہی۔ لہٰذا کرسی پر بیٹھنے کی صورت پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی بات صادق نہیں آتی، اور اُسکی بنیاد پر سامنے کی کسی چیز پر سجدہ کرنے کو واجب نہیں کہا جا سکتا۔

البتہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے زمین پر بیٹھکر نماز پڑھنے کی صورت میں سامنے کسی چیز پر سجدہ کرنے کے

بارے میں جو بات فرمائی ہے، اُسکا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص سامنے کسی اتنی اونچی چیز پر سر ٹکا سکتا ہو جس پر سجدہ کرنا صحت کی حالت میں بھی صحیح ہوجاتا ہے، (جسکی مقدار میں فقہاء نے مختلف اندازے ذکر فرمائے ہیں، اور حنفیہ کے یہاں مشہور قول نصف ذراع کا ہے) تو ایسے شخص کیلئے اُسی پر سجدہ کرنا واجب ہوگا، اور یہ سجدہ حقیقی ہی ہوگا، اشارہ نہیں۔ چنانچہ یہ بات علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ صراحت کے ساتھ ارشاد فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"لو كان الشيئ الموضوع بحال لو سجد عليه الصحيح تجوز جاز للمريض على أنّه سجود، وإن لم يجز للصحيح أن يسجد عليه فهو إيماء، فيجوز للمريض إن لم يقدر على السّجود ۔" (تبيين الحقائق ج١ ص ٢٠٠ و ٢٠١)

اس میں خط کشیدہ عبارت سے واضح ہے کہ وہ بھی اس صورت میں سامنے کی چیز پر سجدے کو واجب قرار دے رہے ہیں، اور اس صورت میں اُس کا واجب ہونا بالکل ظاہر ہے، کیونکہ جب اس طرح تندرست شخص کا سجدہ صحیح ہوجاتا ہے، اور مریض اُس پر قادر ہے تو اُسکے لئے یہی طریقہ متعین ہوگا۔ چنانچہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عمل اسی پر تھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اُنکا یہ عمل اس طرح روایت فرمایا ہے:

"عن الحسن عن أمّه قالت: رأيت أمّ سلمة زوج النّبىّ صلّى الله عليه وسلّم تسجد على وسادة من أدم من رمد بها ۔" (كتاب الأمّ ج٢ ص ٥٤ ومعرفة السنن والآثار للبيهقىّ ج٣ ص ٢٢٤)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کر کے اس سے استدلال بھی فرمایا ہے۔

البتہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث اس طرح روایت فرمائی ہے کہ:

"أنّ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عاد مريضاً، فرآه يُصلّى على وسادة فأخذها فرمى بها، فأخذ عوداً ليُصلّى عليه، فأخذه فرمى به وقال: صلّ على الأرض إن استطعت، وإلّا فأوم إيماء، واجعل سجودك أخفض من ركوعك ۔" (معرفة السنن والآثار ج٣ ص ٢٢٥ و رواه البزار ورجاله رجال الصحيح كذا فى مجمع الزوائد وفى الدراية بعد عزوه الى البزار والبيهقى ورجاله ثقات كما فى إعلاء السنن ج٧ ص ٢٠٣)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سامنے تکیہ یا کوئی لکڑی رکھ کر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسکے علاوہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی روایت فرمایا ہے کہ وہ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کو گئے تو دیکھا کہ وہ کسی چیز پر سجدہ کر رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے فرمایا:

"إن استطعت أن تضع وجهك على الأرض فافعل، وإلّا فأوم إيماء ۔" (معرفة السنن والآثار ج٣

ص ۲۲۳)

لیکن امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں جو صاحب تکیے پر سجدہ کر رہے تھے، یا تو کسی نے وہ اٹھا کر انکے سامنے کیا ہوگا، یا وہ زمین سے بہت بلند ہوگا۔ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذا يحتمل أن يكون في وسادة مرفوعة إلى جبهته، ويحتمل أن يكون في وسادة موضوعة مرتفعة عن الأرض جداً۔" (معرفة السنن والآثار ج۳ ص ۲۲۵)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات بڑی وزنی ہے، اس لئے کہ جس تکیے یا لکڑی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا، اگر وہ اتنا نیچے اور اتنا پتلا ہوتا کہ ایک تندرست انسان بھی اُس پر سجدہ کرتا تو سجدہ صحیح ہو جاتا تو اُسے پھینکنے کی کوئی وجہ نہیں تھی، کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر کوئی چیز زمین سے تھوڑی بلند ہو اور زمین کی سختی پیشانی کو محسوس ہونے سے مانع نہ ہو تو اُس پر صحت کی حالت میں بھی سجدہ درست ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اُسی صورت سے متعلق ہوگی جب کوئی شخص اتنی بلند چیز پر سجدہ کر رہا ہو جس پر تندرستی میں سجدہ کرنا جائز نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) جو شخص زمین پر سر ٹکا کر سجدہ کرنے سے معذور ہو، لیکن قیام پر قادر ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ قرائت با قاعدہ کھڑے ہو کر کرے، اور اگر رکوع پر قادر ہے تو رکوع بھی با قاعدہ کرے، اور اگر رکوع پر بھی قدرت نہ ہو تو رکوع کا اشارہ کھڑے ہو کر بھی کر سکتا ہے، اور بیٹھ کر بھی۔ اور سجدہ بیٹھ کر اشارے سے کرے، اور اگر کسی خاص مشقت کے بغیر دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو سکتا ہو تو دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح پڑھے، اور اگر بیٹھ کر اٹھنے میں مشقت زیادہ ہو تو باقی نماز بیٹھ کر اشارے ہی سے پوری کر لے۔ البتہ اگر کسی نے حنفیہ کے مشہور مسلک پر عمل کرتے ہوئے پوری نماز بیٹھ کر اشارے ہی سے پڑھ لی تو چونکہ غیر مجتہد کیلئے مجتہد کا قول بھی دلیل شرعی ہے، اس لئے اُسکی نماز کو بھی فاسد نہیں کہینگے۔

(۲) رکوع اور سجدے سے معذوری کی جس صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اُس میں بہتر یہ ہے کہ زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کی جائے۔ اور اگر قیام پر قدرت ہو تو قرائت کرسی پر بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو کر ہی کرنی چاہئے۔ البتہ قیام، رکوع اور سجدے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں اگر کرسی پر نماز ادا کی جائے تو اُس میں رکوع اور سجدے کیلئے اشارہ کرنا بھی جائز ہے، اور یہ بھی جائز ہے کہ سامنے کرسی کی نشست کے برابر یا اُس سے معمولی اونچی چیز پر سر ٹکا کر سجدہ کرے، لیکن یہ بھی اشارے ہی کے حکم میں ہوگا، اسے با قاعدہ حقیقی سجدہ نہیں کہا جائیگا، اور ایسا کرنا واجب بھی نہیں۔ البتہ

ہیئت سجدہ سے نسبۃً اقرب ہونے کی بنا پر اس کو بہتر سمجھا جائے تو یہ بھی بعید نہیں۔

اِس تحریر سے پہلے دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے جاری ہونے والے فتاویٰ میں جو کوئی جزء اس تحریر کے خلاف ہے، اُس سے رجوع کیا جاتا ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ
محمد تقی عثمانی عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۲-۴-۱۴۳۴ھ
(مہر: مفتی – جامعہ دارالعلوم کراچی)

احقر بھی اس جامع مدلل تحریر سے بالکلیہ متفق ہے
بندہ محمود اشرف غفراللہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲-۴-۱۴۳۴ھ
(مہر: مفتی – جامعہ دارالعلوم کراچی)

بندہ اس تحقیق سے متفق ہے
[illegible]
۲-۴-۱۴۳۴ھ

بندہ بھی مذکورہ بالا علمی موقف سے متفق ہے
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۲-۴-۱۴۳۴ھ
(مہر: نائب مفتی – جامعہ دارالعلوم کراچی)

اصغر علی ربانی
۲ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

بندہ مذکورہ بالا جامع اور مدلل تحریر سے متفق ہے – بندہ [illegible]
۲-۴-۱۴۳۴ھ
(مہر: مفتی – جامعہ دارالعلوم کراچی)

بندہ متفق ہے۔
[illegible]
۲/۴/۱۴۳۴ھ

[illegible]
۲/۴/۱۴۳۴ھ

محمد یعقوب عفی عنہ
۲/۴/۱۴۳۴ھ

[illegible]
۲/۴/۱۴۳۴ھ

(مہر: دارالافتاء – جامعہ دارالعلوم کراچی)
فتویٰ نمبر ۴۱/۱۵۰۸
مورخہ ۲/۴/۱۴۳۴ھ
۱۳/۲/۲۰۱۳